فضائل

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

از قلم

رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مرکزی مجلس رضا لاہور (پاکستان)

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

سلسلہ اشاعت نمبر 20

بیاد: امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب	--------	فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
مصنف	--------	حضرت علامہ مولانا قاضی غلام محمود ہزاروی
صفحات	--------	۶۴
اشاعت	--------	نومبر ۲۰۱۶ء بمطابق صفر المظفر ۱۴۳۸ھ
تعداد	--------	دو ہزار
ناشر	--------	مرکزی مجلس رضا، لاہور
قیمت	--------	60 روپے

ملنے کا پتا

مرکزی مجلس رضا

1- مسلم کتابوی، گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور
2-B-19 جاوید پارک شادباغ لاہور

ترتیب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

پیش لفظ

حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ﷫

اللہ تبارک وتعالیٰ پر کامل ایمان اس بات کا متقاضی ہے کہ مسلمان دل وجان سے اُس امر کی تصدیق کرے کہ اللہ جل شانہٗ اگر کسی شخص کو عزت وشرف بخشے تو پھر کوئی فرد واحد، کوئی گروہ یا کوئی فرقہ اپنے تمام تر وسائل وذرائع کو بروئے کار لا کر بھی اُس عطائے الٰہی عزت دار شخص کی نہ تو عزت چھین سکتا ہے اور نہ ہی اسے ذلیل ورسوا کرسکتا ہے اور جس شخص پر (اُس کی بدعقیدگی اور بدعملی کے باعث) ذلت ورسوائی مسلط کردے تو کوئی بڑی سے بڑی مادی طاقت لاکھ تدابیر ومساعی کے باوجود بھی اس غضب الٰہی کے شکار شخص یا گروہ کو عزت کا مقام نہیں دلاسکتی۔

امت مسلمہ میں صحابہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسی معظم ومکرم ہستیاں ہیں جن کی عزت وعظمت کی گواہی، سب عزتوں اور عظمتوں کے حقیقی مالک اللہ جل شانہٗ نے اپنے کلام مقدس میں نہ صرف بیان فرمائی ہے بلکہ قیامت تک کے مسلمانوں پر ان کے ادب و احترام کو واجب قرار دیا ہے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث مقدسہ میں اس امر الٰہی کی تصدیق فرمائی ہے۔ اب کوئی کلمہ گو فرد یا فرقہ اس مقدسہ گروہ کے کسی فرد پر طعن وتشنیع اور سب وشتم کرتا ہے تو فی الحقیقت ایسا شخص یا فرقہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان بغاوت کرتا ہے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ ہر دور میں باطل پرستوں یا ہوا و ہوس کے پجاریوں نے صحابۂ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) پر تبرا بازی اور دشنام طرازی کو روا رکھ کر دنیا و آخرت کی رسوائی سے منہ کالا کیا ہے لیکن اہل حق نے ہمیشہ قرآن و حدیث کے نور سے عظمت صحابہ کی مشعل روشن کی ہے اور منکرین و معترضین صحابۂ کرام کے بے بنیاد الزامات کا دندان شکن جواب دیتے آئے ہیں۔

ہمارے زیر نظر کتابچہ موسوم بہ "فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" جو فخر اہلسنّت علامۃ الدہر حضرت مفتی قاضی محمد عبدالسبحان ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الباری کے فرزند جلیل و جانشین، رئیس العلماء حضرت مولانا قاضی غلام محمود ہزاروی مدظلہ العالی نے سپرد قلم فرمایا ہے۔ ایک ایمان افروز اور روح پرور مرقع اور ایک تحقیق انیق ہے۔

فاضل موصوف نے کتابچہ ہذا کو حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص کاتب وحی الٰہ امین اسرار نبوت، خال المؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب سے مرصع و مزین کیا ہے اور منکرین و حاسدین و معاندین کے اعتراضات کے مدلل و مستند جوابات سے مسلک و عقائد پر سیر حاصل بحث کی ہے جو اہل حق کے لیے جلاء ایمان کا باعث ہے، متلاشیان حق کے لیے مشعل راہ اور منکرین و حاسدین کے لیے واضح حجت ہے۔ آخر میں اہل سنت کی مقتدر ہستیوں کے فتاویٰ اہل بصیرت و یقین، کے لیے گرانقدر علمی و تحقیقی ارشادات مندرج ہیں۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب قبلہ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور اُن کے محققانہ مساعی کو شرف قبولیت عطا فرما کر مسلمان کے لیے مزید ایمان و عمل کی پختگی کا وسیلہ بنائے اور منکرین محبت و اخوت مابین اہل بیت و صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) کے لیے ہدایت کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

۷ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ
۱۳ راگست ۱۹۸۸ء

محمد موسیٰ عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِستفتاء

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ:

بعض نام نہاد مولوی اور جعلی پیر حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صحابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) کافر کہتے ہیں اور اُن کو کافر نہ کہنے والوں کو بھی کافر بتلاتے ہیں۔ چنانچہ ان کی تقریر کی کیسٹ ہمارے پاس موجود ہے۔ جس میں مقرر نے یہ کچھ کہا ہے۔

اب ہمیں بتلایا جائے کہ قرآن و حدیث اور علمائے اہلسنّت کے عقیدہ کی رو سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام کیا ہے، اور اُن کے حق میں ہمیں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟ بینوا توجروا ۔

المستفتی:

(۱) (صاحبزادہ) طیب الرحمٰن چھوہر شریف ہری پور

(۲) (حافظ) شفیق الرحمٰن ساکن تلوکر نزد ہری پور۔

الجواب باسم الملھم للصواب :

مبسملاً، محمد لاً، مصلیًا ومسلمًا

اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ معصوم نہیں لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد ان کی اکثریت محفوظ ہے۔ اور بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے شاذ و نادر بعض لغزشوں کا صدور ہوا ہے۔ اس پر اُن کو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی ہے۔ اور اُن کا خاتمہ کامل ایمان پر ہوا ہے۔ اُن کو اس جہاں میں رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ (یعنی اللہ تعالیٰ

اُن سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی) کی ابدی سند ملی ہے اور تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آخرت کے عذاب سے مامون ہوں گے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے:

(پارہ ۲۸ سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ (پارہ ۲۸ سورۃ تحریم آیت نمبر ۸)

جس دن اللہ رسوانہ کرے نبی اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: ''یعنی قیامت کے دن نہیں رسوا کرے گا اللہ، نبی اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ان کے ساتھ۔ اُن کا نور ہوگا کہ دوڑے گا سامنے اُن کے اور داہنے اُن کے''۔ یہ اس بات کو جتاتا ہے کہ آخرت میں اُن کو کچھ عذاب نہ ہوگا اور بعد وفات پیغمبر کے نور اُن کا نہ مٹے گا نہ زائل ہوگا۔ اور اگر نور ضائع ہوجائے اور جاتا رہے تو قیامت میں کیونکر اُن کے کام آئے گا''۔ (تحفہ اثنا عشریہ مترجم جلد ثانی ص ۲۰۳)

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ (پارہ ۲۷ سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۰)

تم میں سے کوئی برابری نہیں کرسکتا اُن کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے (راہ خدا میں) مال خرچ کیا اور جنگ کی اُن کا درجہ بہت بڑا ہے اُن سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جنگ کی (ویسے تو) سب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے بھلائی کا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو، اُس سے بخوبی خبردار ہے۔

علامہ بعدالعزیز پرہاردی صاحب نبراس شرح شرح نسفی اپنی کتاب ''السناهيه عن طعن معاويه'' (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں لکھتے ہیں کہ یہ ایک آیت قرآنی میں صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے فضائل میں کافی ہے''۔

طریق استدلال

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ حسنیٰ یعنی بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے اور جن کے لیے حسنیٰ کا وعدہ ہو اُن کے لیے جہنم کی آگ سے بہت دور رہنے کا اعلان ہے۔ اس بات کا اظہار اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں یوں فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِىْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (سورۃ انبیاء آیت نمبر ۱۰۱ تا نمبر ۱۰۳)

''بلاشبہ وہ لوگ جن کے لیے مقدر ہوچکی ہے ہماری طرف سے بھلائی تو وہی اس جہنم سے دور رکھے جائیں گے اور اس کی آہٹ (بھنک) بھی نہ سنیں گے اور وہ ان (نعمتوں) میں جن کی خواہش انہوں نے کی تھی ہمیشہ رہیں گے نہ غم ناک کرے گی، انہیں وہ بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے (انہیں بتائیں گے) یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا''۔

مذکورہ بالا دونوں آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کریم نے اس بات کی ضمانت دیدی ہے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سابقین وآخرین میں سے کسی سے بھی اگر عمر بھر میں کوئی گناہ سرزد ہوگیا ہے تو وہ اس پر قائم نہ رہے گا۔ توبہ کرلے گا یا پھر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وتصرف دین کی خدمات عظیم اور ان کی بے شمار

حسنات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمادے گا اور اُن کی موت اس سے پہلے نہ ہوگی کہ اُن کا گناہ، قصور لغزش معاف ہوکر وہ صاف و بے باک ہو جائیں۔ یا دنیا کے مصائب و آفات اور زیادہ سے زیادہ برزخ میں کوئی تکلیف اُن کے سیات کا کفارہ ہو جائے۔ آیت مذکورہ بالا (لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ، الحدید) میں اگرچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں باہمی تفاضل کا ذکر کیا گیا ہے لیکن آخر میں فرمایا ''وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى''۔ یعنی باوجود باہمی فرق مراتب کے اللہ تعالیٰ نے حسنیٰ یعنی جنت و مغفرت کا وعدہ سب ہی کے لیے کرلیا ہے۔ یہ وعدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اُن دونوں طبقوں کے لیے ہے جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے یا بعد میں اللہ تعالیٰ کی راہ پر خرچ کیا اور مخالفین اسلام کا مقابلہ کیا۔ اس میں تقریباً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پوری جماعت شامل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ایسے افراد تو شاذ و نادر ہی ہو سکتے ہیں جنہوں نے مسلمان ہو جانے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ خرچ بھی نہ کیا ہو اور مخالفین اسلام کے مقابلہ و مقاتلہ میں بھی شریک نہ ہوئے ہوں۔ اس لیے قرآن کریم کا یہ اعلان مغفرت و رحمت پوری جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے عام اور شامل ہے۔

مقام صحابہ کرام قرآن وحدیث سے پہچانا جاتا ہے، تاریخی روایات سے نہیں:

حلاصہ یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عام اُمت کی طرح نہیں، بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمت کے درمیان اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ایک واسطہ ہیں۔ اُن کے بغیر نہ اُمت کو قرآن پہنچنے کا کوئی راستہ ہے اور نہ معانی قرآن اور تعلیمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اس لیے اسلام میں اُن کا ایک خاص مقام ہے۔ اُن کے مقامات کتب تاریخ کی رطب و یابس روایات سے نہیں پہچانے جاتے بلکہ قرآن وسنت کے ذریعہ سے پہچانے جاتے ہیں۔ اُن میں سے اگر کسی سے غلطی یا لغزش بھی ہوتی ہے۔ تو اکثر وہ اجتہادی خطا ہوتی ہے۔ جس پر کوئی گناہ نہیں بلکہ حسب تصریح احادیث صحیحہ ایک اجر ہی ملتا ہے۔ اور اگر فی الواقع کوئی گناہ ہی ہو گیا ہو تو اوّل تو وہ اُن

کے عمر بھر کے اعمال حسنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی نصرت و خدمت کے مقابلہ میں صفر کی حیثیت رکھتا ہے۔ پھر اُن میں خشیت اور خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ معمولی سے گناہ سے بھی لرز جاتے اور فوراً توبہ کرتے اور اپنے نفس پر اُس کی سزا جاری کرنے کے لیے کوشش کرتے تھے۔ کوئی اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ دیتا اور جب تک توبہ قبول نہ ہو جانے کا یقین نہ ہو جاتا، بندھا کھڑا رہتا تھا اور پھر اُن میں سے ہر ایک کی حسنات اتنی ہیں کہ وہ خود گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔ ان سب پر مزید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی خطاؤں کی مغفرت کا عام اعلان مذکورہ بالا آیتوں میں فرمادیا اور صرف مغفرت ہی نہیں بلکہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ فرما کر اپنی رضا کی سند بھی دے دی۔ اس لیے اُن کے آپس میں جو اختلافات اور مشاجرات پیش آئے اُن کی وجہ سے اُن میں سے کسی کو برا کہنا یا طعن و تشنیع کرنا قطعاً حرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق موجب لعنت اور اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ (نعوذ باللہ منہ) آج کل تاریخ کی جھوٹی، سچی اور قوی ضعیف روایات کی بنا پر جو بعض لوگوں نے بعض حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مورد طعن والزام بنایا ہے۔ اوّل تو اس کی بنیاد جو تاریخی روایات پر ہے وہ بنیاد ہی متزلزل ہے اور اگر کسی درجہ میں اُن روایات کو قابل التفات مان بھی لیا جائے تو قرآن وحدیث کے کھلے ہوئے ارشادات کے خلاف اُن کی کوئی حیثیت نہیں رہتی اور وہ سب (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) مرحوم ومغفور ہیں''۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں آیت نمبر ۴

ان پاک باز ہستیوں کی شان اقدس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ
اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (الحجرات آیت نمبر ۷،۸)

لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب بنادیا ہے۔تمہارے نزدیک ایمان کواور آراستہ کردیا ہے۔اُسے تمہارے دلوں میں اور قابل نفرت بنادیا ہے تمہارے نزدیک کفر، فسق اور نافرمانی کو یہی لوگ راہ حق پر ثابت قدم ہیں (یہ سب کچھ) محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور انعام ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے۔

سبق:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان کا اقرار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف سے زبانوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ یہ ایمان اُن کے دلوں میں جاگزیں ہے، یہ ہے اللہ پاک کی اپنی گواہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں۔اب اس کے مقابلے میں کسی دوسرے کے ہفوات ولغویات کب قابل توجہ ہوسکتے ہیں، یہ تو تھیں بطور نمونہ صرف چند آیات قرآنیہ اب آپ چند احادیث نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ملاحظہ فرمالیں۔

شان صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
از روئے احادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث مبارک نمبر۱

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میرے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو برانہ کہو کیونکہ (اُن کی قوت ایمان کی وجہ سے اُن کا حال یہ ہے کہ) اگر تم میں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کردے تو وہ اُن کے خرچ کیے ہوئے ایک مد کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔اور نہ نصف مد کے برابر"۔(بخاری شریف)

نوٹ: مد عرب کا ایک پیانہ ہے، جو تقریباً ہمارے آدھے سیر کے برابر ہوتا ہے۔

حدیث مبارک نمبر۲

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کو سارے جہان میں سے پسند فرمایا پھر میرے صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں سے میرے لیے چار کو پسند فرمایا ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی شیر خدا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین"۔(رواہ البزار بسند صحیح)

حدیث مبارک نمبر۳

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذ وھم غرضًا من بعد فمن احبھم فنحبی احبھم ومن ابغضھم فبغضبی ابغضھم ومن آذاھم فقد آذانی ومن آذانی فقد اذا اللہ ومن اذا اللہ فیو شك ان یاخذاہ ۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو! میرے صحابہ کے معاملہ میں، میرے بعد اُن کو طعن وتشنیع کا نشانہ مت بناؤ۔ کیونکہ جس شخص نے اُن سے محبت کی تو میری محبت کے ساتھ اُن سے محبت کی۔اور جس شخص نے اُن سے بغض رکھا تو میرے بغض کے ساتھ اُن سے بغض رکھا اور جس نے انہیں ایذاء پہنچائی اُس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچائی۔اور جو اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانے کا قصد کرے تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو عذاب میں پکڑے گا"۔(رواہ الترمذی)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اپنے تمام اصحاب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے بارے میں ہے جس میں تمام صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) پر طعن وجرح کرنے سے منع فرمایا ہے جس میں ہر قسم کی تنقیص وتوہین، تمسخر واستہزاء شامل ہیں۔

حدیث مبارک نمبر۴

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷۳ فرقوں میں سے ایک فرقے کو ناجی قرار دیا ہے یعنی جہنم سے نجات پانے والا۔تو یہ وہ مسلمان ہیں۔جو ماانا علیہ واصحابی کا مصداق ہیں یعنی

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت (طریقہ) کے ساتھ ساتھ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو بھی ماننے والے ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنہ ص ۳۰ ترمذی شریف ابوداؤد شریف، ابن ماجہ شریف)

اب مذکورہ بالا ارشادِ رسالت سے تمام صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا معیارِ حق ہونا ثابت ہوگیا تو جب مابعد کی امت کے دوسرے مسلمان باتباع صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نجات پانے والے ہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق کوئی مسلمان یہ بدظنی نہیں رکھ سکتا کہ اُن کو جہنم کا عذاب بھی ہوگا۔ (خواہ کسی درجہ میں ہو)

مسلک اہل سنت وجماعت

اسی قسم کی آیات واحادیث مبارکہ کی روشنی میں اہل السنّت والجماعت کا یہ متفق علیہ مسلک ہے کہ کسی صحابی پر بھی تنقید وجرح اور طعن واستہزاء جائز نہیں ہے۔ چنانچہ امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

(۱) اذا رائیت الرجل ینتقص احداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاعلم انہ، زندیق ۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ ص ۳۰ جلد اول مؤلفہ حافظ ابن حجر عسقلانی)

ترجمہ: جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق ہے۔ الخ

(۲) محقق ابن ہمام حنفی اور علامہ ابوالشریف شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ ''مسائرہ'' اور اس کی شرح ''مسامرہ'' میں فرماتے ہیں:

'' واعتقاداھل لسنة والجماعة تزکیة جمیع الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنھم وجوباً باثبات العدالة لکل منھم والکف عن

الطعن فیھم والثناء عَلَیۡھِمۡ کَمَا اثنٰی اللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَلَیۡھِمۡ اِذۡ قَالَ کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ، وَقَالَ تَعَالٰی وَ کَذٰلِکَ جَعَلۡنٰکُمۡ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوۡنُوۡا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ۔الآیہ۔

ترجمہ: اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ تمام صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے وجوب تزکیہ کا ہے کہ اُن سب کی عدالت مان لی جائے اور اُن میں طعن کرنے سے روکا جائے اور اُن کی ایسی ثناوصفت کی جائے جیسی کہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''جتنی امتیں لوگوں کے لیے بنائی گئی ہیں۔ اُن میں تم سب سے بہتر ہو۔ اور فرماتا ہے ''ہم نے تم کو متوسط بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو''۔

(۳) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''اَلصَّحَابَةُ کُلُّھُمۡ مِنۡ اَھۡلِ الۡجَنَّةِ قَطۡعًا'' ۔

(رسالہ ردالروافض ص ۱۱۴ اور الفصل فی الملل والنحل جلد نمبر ۴ ص ۱۴۸)

ترجمہ: تمام صحابہ قطعاً جنتی ہیں۔

چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں اہم ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد بھی ہیں اور کاتب وحی وفرامین نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلح کے بعد آپ ۱۹/۲۰ سال وسیع ترین مملکت اسلامیہ کے سربراہ رہے۔ کفر کی طاغوتی طاقتوں کو زیروزبر کر کے رکھ دیا۔ تو ایسے جلیل القدر صحابی پر کون اہل فہم مسلمان زبانِ طعن دراز کرسکتا ہے۔ اسی بنا پر خصوصی طور پر علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

''من یکون یطعن فی معاویة فزاك من کلاب الھاویة''

(نسیم الریاض شرح الشفاء لقاضی عیاض محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور احکام شریعت ص ۱۰۳ مطبوعہ مدینہ کمپنی کراچی)

ترجمہ: ''جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرتا ہے وہ دوزخ کے کتوں میں سے ایک کتا ہے''۔

اور یہی حوالہ امام اہلسنّت مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں تاجدار بریلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''احکام شریعت'' میں نقل فرمایا ہے۔

احادیث مبارک کی روشنی میں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصی فضیلتیں

حدیث مبارک نمبر ۵

حضرت اُم حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"انھا سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول اوّل جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا قالت ام حرام قلت یا رسول اللہ انا فیھم قال انت فیھم"

(صحیح بخاری ''کتاب الجہاد'' باب ما قیل فی قتال الروم)

ترجمہ: ''انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا کہ میری اُمت میں پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا ان کے لیے جنت واجب ہوگئی''۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''قَدْ اَوْجَبُوْ'' کے تحت فرماتے ہیں ''**ای فعلوا فعلاً وجبت لھم بہ الجنۃ**'' (فتح الباری جلد نمبر ۶ ص ۷۵)

''یعنی انہوں نے ایسا کام کیا کہ اس کی وجہ سے اُن کے لیے جنت واجب ہوگئی''۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ پہلا لشکر جس کے قائد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ سب جنتی ہیں۔ کیونکہ ۲۸ھ میں عہد عثمانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں قبرص پر حملہ ہوا تھا۔

حدیث مبارک نمبر ۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعا فرمائی کہ

''**اللھم اجعلہ ھادیاً مھدیاً واھد بہ الناس**''۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۴)

ترجمہ: ''اے اللہ معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ہادی ورہنما اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا''۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس روایت کی تحسین فرمائی ہے یعنی یہ روایت حسن درجہ کی ہے۔

حدیث مبارک نمبر ۷

امام محب الدین طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور کتاب ''ریاض النضرۃ'' میں حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تعریف فرمائی پھر فرمایا: ''**وصاحب سِرّی معاویہ بن ابی سفیان فمن احبھم فقد نجا ومن ابغضھم فقد ھلک**''۔ (ریاض النضرہ اور تطہیر الجنان لعلامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (یہ کتاب ابن حجر مکی نے ہمایوں بادشاہ کے حکم سے لکھی تھی)

ترجمہ: یعنی میرے رازدار معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تو جس نے ان سے محبت کی وہ نجات پا گیا اور جس نے ان سے بغض رکھا وہ ہلاک ہوگیا''۔

حدیث مبارک نمبر ۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے حکومت کی دعا فرمائی تھی۔ چنانچہ امام بزار، امام احمد بن حنبل، امام طبرانی، امام قاضی عیاض مالکی اپنی اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**اللھم علمہ الکتاب والحساب و مکن لہٗ فی البلاد وقہ العذاب**''

(تطہیر الجنان العلامہ ابن حجر مکی ص ۱۶، شرح شفاء لعلامہ علی قاری مکی۔ جلد نمبر ۱ ص ۶۶۰ کنز العمال جلد نمبر ۷، ص ۸۸، مسند امام احمد بن حنبل اور مدارج النبوت مترجم جلد ۲ ص ۹۳۲، شفاء شریف جلد نمبر ۱ ص ۲۱۵)

ترجمہ: یعنی خداوندا! معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قرآن اور حساب کی تعلیم دے اور اُسے زمین کی بادشاہی عطا فرما اور اُسے عذاب سے بچا"۔

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"ودعا لمعاویۃ بالتمکین فنالہ الخلافۃ" (۳) اور

(نسیم الریاض جلد نمبر ۳ ص ۱۲۶)

امام شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"صار خلیقۃ سلطاناً مالکاً للبلاد بدعائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" (مشکوۃ شریف باب ذکر الیمن والشام)

مذکورہ بالا دونوں اقوال کا ترجمہ یہ ہے کہ "امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ہی خلیفہ، بادشاہ اور مالک بلاد ہوئے"۔

حدیث مبارک نمبر ۹

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلافۃ بالمدنیۃ والملک بالشام"۔

(مرأۃ شرح مشکوۃ جلد ۸ ص ۵۸۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام ہیں"۔

اس حدیث کی شرح میں حضرت مفتی احمد خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں "یعنی خلافت راشدہ کا دارالخلافہ مدینہ منورہ میں ہوگا۔ یہ حکم اکثر یہ ہے کلی نہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دارالخلافہ کوفہ کو قرار کر لیا اور اسلام کی سلطنت کا دارالخلافہ شام میں ہے چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دار الخلافہ دمشق رہا جو کہ شام میں ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے سلطان برحق ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیش گوئی فرمائی۔ (مرأت شرح مشکوۃ جلد ۸ ص ۵۸۵)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کتابت وحی

مؤرخین کا اتفاق ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منجملہ ان کاتبین کے تھے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں کتابت کے کام پر متعین تھے۔ چنانچہ عبدالمنعم خاں صاحب نے "مکاتیب رسول" (صلی اللہ علیہ وسلم) میں طبقات ابن سعد جلد اوّل کے حوالے سے بعض مکتوبات کی نشاندہی بھی کی ہے۔ ملاحظہ ہو "مکاتیب رسول" بحوالہ طبقات ابن سعد جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۲۶۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: **"معاویۃ بن صخر خال المؤمنین و کاتب وحی رب العلمین"** (البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۸ ص ۱۱۷)

ترجمہ: "حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومنوں کے ماموں اور کاتب وحی الٰہی تھے"۔

تشریح: چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور اُم المومنین تھیں۔ اس لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومنوں کے ماموں ہوئے۔ حضرت الشیخ عارف باللہ علامہ عبدالعزیز پرُہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب نبراس لکھتے ہیں کہ (۱)

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے"۔ (الناہیہ عن طعن معاویہ لعلامہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ)

امام مفتی حرمین احمد بن عبداللہ بن محمد الطبر ی نے لکھا ہے کہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تیرہ حضرات تھے، اُن میں سے حضرت معاویہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس بارے

(۱) ان کے حالات میں لکھا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو بند کمرے میں بغیر دروازہ کھولے قدرتی طور پر باہر سے آ کر مستفید فرمایا تھا تو پھر ان کے علم کا یہ عالم تھا کہ ۲۷ علوم میں ماہر ہوئے۔

میں زیادہ خصوصیت تھی اور یہ دونوں اس کے زیادہ پابند تھے۔

(خلاصۃ السیر لعلامہ احمد بن عبداللہ محمد الطبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کاتب وحی ہونا ثابت نہیں۔ یہ امام احمد بن محمد القسطلانی کی شرح صحیح بخاری میں تصریح سے مردود ہے۔ اُن کے الفاظ یہ ہیں۔

''معاویہ بن ابی سفیان، صخر بن حرب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی'' (الناہیہ ص ۱۶ (عربی)

علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گو دوسرے بڑے صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے فضیلت میں پیچھے تھے لیکن اپنی جگہ پر وہ تابعین اور ان کے بعد آنے والے تمام حضرات سے بوجہ فضیلت صحبت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل تھے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ وہ بعض اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی قلمبند کیا کرتے تھے۔ علامہ النبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں:

''و کتابته لهُ الوحی فی بعض الاحیان''

(الاسالیب البدیعہ فی فضل الصحابۃ واقناع الشیعہ لعلامہ النبہانی)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

''وکان احد الکتاب لرسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)'' (تاریخ الخلفاء لعلامہ سیوطی)

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں سے تھے''۔

حضرت محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''اُن ہی کاتبان بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک حضرت امیر

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں''۔

(مدارج النبوت مترجم جلد نمبر ۲ ص ۹۳۰)

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''اسامی نویسندگان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم'' پھر اس عنوان کے تحت پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں لکھا ہے''۔

(تحقیق الحق ص ۲۲۲ اور ۲۲۳)

اس ناچیز کے خیال میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاتب وحی یا کاتب خطوط ہونے کی بحث کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ حضور رحمۃ للعالمین امام الانبیاء المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مکاتیب مقدسہ کی کتابت کرنا اور وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے تحت کیا کوئی معمولی شرف وسعادت ہے؟ اگرچہ بہت سے حضرات نے آپ کو کاتب وحی بھی لکھا ہے''۔

اب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مخالفین کے اعتراضات کا جواب لکھا جاتا ہے۔

اعتراض نمبر ۱:

معاویہ نے چونکہ خلیفہ راشد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغاوت کی تھی۔ اس لیے وہ مرتد ہو گیا (معاذ اللہ، نقل کفر کفر نہ باشد) اب اس کو صحابی، امیر یا مسلمان کہنا جائز نہیں، اور جو اس کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے''۔

(مولوی محمود شاہ صاحب ساکن حویلیاں کی یہ بات مدرسہ رحمانیہ ہری پور میں ٹیپ شدہ موجود ہے جو صاحب چاہے سن سکتا ہے)

الجواب بتوفیق العلام الوہاب

اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر نہ کہنے والے بھی (معاذ اللہ) بقول

مولوی محمود شاہ صاحب کافر ہیں۔ تو پھر حضور سید نا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جملہ محدثین ومفسرین اہلسنت وعلماء علم عقائد وکلام خصوصاً علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ ابن حجر ہیتمی مکی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ یوسف نبہانی، علامہ عبدالعزیز پُرہاروی صاحب نبراس، صاحب تفسیر مظہری، حضرت مجدد الف ثانی، اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں تاجدار بریلی اور بے شمار دوسرے اولیاء وعلمائے اُمت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور پھر ان حضرات کو پیشوا اور مقتدا ماننے والی پوری ملت اسلامیہ سب کی سب اس گندے گھنونے کلمے کی لپیٹ میں آجائے گی اور کوئی اس سے نہیں بچے گا۔ کیونکہ ان تمام حضرات نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریفیں لکھی ہیں۔ حوالے موجود ہیں مگر سب کے سب یہاں لکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ایمارجل قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما"

(بخاری ومسلم وامام احمد عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً)

ترجمہ: "جس شخص نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اُن دونوں میں سے ایک شخص اس کفر کو لے کر واپس ہوتا ہے"۔

یہ تو ایک عام مسلمان کے متعلق ارشاد مبارک ہے چہ جائیکہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"میری اُمت کے سب سے بدتر لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے حق میں بے باک ہیں"۔ (ابن عدی)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص میرے صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی بدگوئی کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت"۔

لیجئے ہمیں مذکورہ کلمۂ کفر کا جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ جواب تو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے دے دیا گیا ہے۔

اب میں معترض سے پوچھتا ہوں کہ اگر واقعی بقول تمہارے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے ساتھی کافر ومرتد تھے تو پھر یہ بتایئے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ میں ثالثوں کی تحکیم کی تجویز کیوں منظور فرمائی تھی جبکہ حقیقتاً باغی کے لیے تو قرآن پاک میں بھی صریح حکم مذکور ہے کہ:

فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ الآیۃ (حوالہ، الحجرات آیت نمبر ۹)

ترجمہ: پس باغی گروہ سے اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم یعنی حق کی طرف رجوع نہ کرے۔

حالانکہ آخری وقت تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت قبول نہیں کی۔ باوجود اس کے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ثالثی کی تجویز قبول فرمالی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان حالات میں ثالثی کی تجویز کو قبول کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حقیقتاً باغی نہیں قرار دیتے تھے۔ ورنہ جب تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی اطاعت قبول نہ کر لیتے آپ جنگ جاری رکھتے۔ یہ تو خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرز عمل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغی ہونے کا وہی حکم تھا جو مجتہد مخطی (خطا کرنے والے) کا ہوتا ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فریقین کی طرف سے ایک ایک حکم (ثالث) مقرر کرنے کی تجویز قبول فرمالی تھی۔ جس کی بناپر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثالث مقرر کیے گئے تھے اور اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس

معنی میں باغی ہوتے جو کہ باغی کا معنی عام طور پر لیا جاتا ہے یعنی اگر وہ بالکل باطل پر ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے حکمین کی تجویز قبول کرنا از روئے قرآن ناجائز تھا۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مساوی درجہ دے کر اپنا معاملہ ثالثوں کے سپرد کر دیا اور لطف یہ ہے کہ ہر دو ثالثوں نے اپنے فیصلہ میں حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کو معزول کر دیا تھا۔

حالانکہ اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطعاً حق پر سمجھا جاتا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باطل پر تو پھر خلیفہ حق کو معزول کرنا کیونکر جائز ہو سکتا تھا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر (معاذ اللہ) کہنے والا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے کا منکر ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فریق ثانی کے اموات کی بھی نماز جنازہ پڑھائی ہے اور ان کو جنتی قرار دیا ہے۔

"سئل عن قتال یوم الصفین فقال قتلانا و قتلاھم فی الجنة

(کنز العمال جلد ششم واقعہ الصفین)

ترجمہ: صفین کے قتال کے متعلق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے مقتول اور اُن کے مقتول دونوں جنتی ہیں۔

میں معترض سے کہتا ہوں کہ وہ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ مان کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو جنتی سمجھے یا پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا دعویٰ چھوڑ دے کیا خیال ہے؟

مزید یہ کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے ساتھی تھے، انہوں نے فرمایا کہ "یوں مت کہو کہ اہل شام حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کافر ہو گئے۔ (سنن بیہقی جلد نمبر ۸ ص ۱۷۴)

اعتراض نمبر ۲:

صاحب ہدایہ اور صاحب تفسیر احکام القرآن نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطان جائز لکھا ہے۔

جواب: حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی شان میں شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب "اخبار الاخیار" میں لکھتے ہیں۔

"قطب الاقطاب، زبدۃ المقربین، فضیلت مآب، مظہر تجلیات الٰہی، مصدر برکات نامتناہی امام ربانی، مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدائش ۹۷۱ھ وفات ۱۰۳۴ھ۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فضائل و مناقب نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں "آپ (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی وجہ سے تانبا سونا بنا اور ذرّے آفتاب کہلائے۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "میری اُمت میں ایک ایسا شخص ہوگا جسے لوگ صلہ کہیں گے اور اس کی سفارش سے اتنے اتنے لوگ جنت میں جائیں گے"۔ اور یہ اشارہ آپ ہی (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی طرف ہے"۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ "مجھ فقیر کو حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو صفائی باطن عنایت فرمائی ہے وہ بے حد و شمار ہے"۔ (اخبار الاخیار مترجم ص ۶۲۹ تا ۶۳۳)

یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سوال مذکورہ کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

''وآنچہ در عبارت بعضے از فقہا لفظ جور در حق معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) واقع شدہ است وگفت کان معاویۃ اماماً جائز أمراد از جو عدم حقیقت خلافت اودر زمان خلافت حضرت امیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خواہد بود نہ جوریکہ مآلش فسق وضلالت است تا بہ اقوال اہلسنّت موافق باشد۔ مع ذلک ارباب استقامت از الفاظ موہمہ خلاف مقصود اجتناب می نمائند و زیادہ برخطا تجویز نمی کنند''۔ (مکتوبات شریف جلد اول مکتوب نمبر ۲۵۱)

ترجمہ: اور بعض فقہاء کی عبارتوں میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں لفظ جور واقع ہوا ہے تو وہاں جور سے مراد یہ ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں حق پر نہ تھے نہ کہ وہ جور جس کا نتیجہ فسق وضلالت ہے اور اصحاب استقامت اس قسم کے الفاظ کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں۔ جن سے اصل مقصود کے خلاف وہم پیدا ہوتا ہے وہ خطاء سے زیادہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کوئی لفظ تجویز نہیں کرتے''۔

علاوہ ازیں عنایہ شرح ہدایہ میں بھی ہدایہ کی مذکورہ زیرِ بحث عبارت کی یہی مراد بیان کی گئی ہے اور یہی جمہور اہلسنّت کا مسلک ہے۔

اور آخر میں ہم خود صاحب ہدایہ امام علی بن ابی بکر مرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۵۹۳ھ سے ان کے قول مذکور فی السوال کی تفسیر وتشریح نقل کیے دیتے ہیں چنانچہ صاحب ہدایہ خود یہ فرماتے ہیں کہ:

"وقولہ وھو ظلم" ای میل عن سوآء السبیل وھکذا یکشف عن مذھبہ ان المجتھد یخطی ویصیب لا کما ظنہٗ ابعض"

(کتاب ادب القاضی فصل فی القضایا بالمواریث ص ۱۵۰)

ترجمہ: وَھُوَ ظُلْمٌ میں ظلم سے مراد سیدھے راستہ سے ایک طرف ہٹ جانا ہے اور اس سے اُن کا مذہب ظاہر ہوتا ہے کہ مجتہد خطا پر بھی ہوتا ہے اور صواب پر بھی نہ کہ جیسا بعض نے گمان کیا ہے۔

واضح ہوگیا کہ ظلم سے صاحب ہدایہ نے خطاء اجتہادی ہی مُراد لی ہے۔ اور خطاء اجتہادی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی صادر ہوسکتی ہے۔ چنانچہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

لازم نیست کہ امیر درجمیع امور خلافیہ محق باشند و مخالف ایشاں برخطاء۔ هرچند درامر محاربہ حق بجانب امیر بودہ الخ۔

(مکتوبات شریف جلد دوم مکتوب نمبر ۳۶ ملبع قدیم ص ۵۵)

ترجمہ: یہ لازم نہیں کہ حضرت امیر یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام (اجتہادی) امور مین حق پر ہوں اور اُن کے مخالف خطاء پر البتہ محاربہ (جنگ وقتال باہمی) میں حق وصواب حضرت امیر (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں علماء ثقات مزید لکھتے ہیں کہ:

ایک شخص خلیفہ راشد امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور اس نے یزید کو امیر المؤمنین کہا تو آپ نے اسے کوڑے لگوائے۔ ایک اور شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بدگوئی کی تو آپ نے اس کو بھی کوڑے لگوائے۔ (ناہیہ عن ذم معاویہ)

بخاری ومسلم (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہما) امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح میں ان کی آٹھ حدیثیں درج کی ہیں۔ حالانکہ اُن کی شرط یہ ہے کہ وہ صرف ایسے شخص سے روایت لاتے ہیں جو ثقہ ہو۔ ضابطہ ہو صدوق وانتہائی سچا ہو۔

شیخ علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا گیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں۔ یا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو انہوں نے فرمایا کہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی میں جس گھوڑے پر جہاد کیا، اس گھوڑے کے ناک کی غبار بھی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کئی درجہ افضل ہے''۔

(تطہیر الجنان ص۱۰، ناہیہ عن زم معاویہ ص۱۱۱ اور البدایہ والنہایہ جلد نمبر۸ ص۱۳۹ وغیرھا)

صاحب نبراس اپنی کتاب الناہیہ میں فرماتے ہیں کہ اس منقبت پر غور کرو۔ اس جملہ کی اہمیت اسی وقت معلوم ہوسکتی ہے جب حضرت عبداللہ بن مبارک اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام و مرتبہ معلوم ہو۔ ان دونوں بزرگوں کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ جن کی تفصیل محدثین کی کتب تاریخ میں ملے گی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب امام اور پانچواں خلیفہ راشد رکھا جاتا ہے۔ محدثین اور فقہاء اُن کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں اور ان کی بے حد تعظیم کرتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام اُن کی زیارت کرتے تھے۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے جمع حدیث کا حکم فرمایا۔ تو جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن سے بھی افضل ہیں تو اُن کے اپنے مقام و مرتبہ کا کیا پوچھنا۔

صحابیت بجائے خود ایک ایسا وصف ہے کہ کوئی بھی بعد کا ولی کسی صحابی کی فضیلت کو نہیں پا سکتا یہ ہمارے اہلسنّت کی کتب علم وعقائد وکلام کا متفقہ فیصلہ ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور محدثین عظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ حالانکہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل سے بھی سب سے زیادہ واقف' حکایات اختلاف کے سب سے زیادہ جاننے والے اور سب سے زیادہ صادق القول ہیں۔ امام

قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ

''حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت سے مناقب کے مالک ہیں''۔

امام نووی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

" واما معاوية رضى الله تعالىٰ عنه فهومن العدول الفضلاء والصحابة النجهاء واماالحروب التى جرت فكانت لكل طائفه شبهة اعتقدت تصويب انفسها بسبها و كلهم عدول ومتاولون فى حروبهم وغير هاالخ"(١)

(نووی شرح مسلم شریف جلد نمبر۲ ص۲۷۲)

ترجمہ: اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عادل، فاضل اور شریف صحابہ میں سے ہیں مگر جو جنگیں آپس میں لڑی گئیں تو اُن پر ہر ایک گروہ کو ایک شبہ لاحق تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو صواب پر ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے اور سب صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) عادل ہیں اور اُن جنگوں وغیرہ کے اختلاف میں تاویل کرنے والے ہیں اور ان میں سے کوئی چیز بھی ان میں سے کسی کو (وصف) عدالت سے خارج نہیں کرتی کیونکہ وہ مجتہد ہیں۔ الخ

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

محبوب سبحانی، غوث صمدانی، شاہباز لامکانی، فخر السادات، امام الاولیاء حضور جناب غوث اعظم سید شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی وحسینی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خلافت سے دستبردار ہوکر امر خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپنے کے بعد ثابت وصحیح ہے۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اقدام سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان صحیح ثابت ہوگیا جس

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''میرا یہ بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کروائے گا''۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صلح کرنے سے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت واجب ہوگئی۔ اس سال کا نام ''سن جماعت'' اس لیے رکھا گیا کہ مسلمانوں کا اختلاف ختم ہوگیا اور سب نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رجوع کر لیا اور کوئی تیسرا مدعی خلافت باقی نہیں رہا۔

(غنیۃ الطالبین مترجم اُردو ص ۱۶۵)

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حلیم، کریم، سیاست دان، عاقل (عقلمند) کمال سیادت کے حامل بڑے صاحب تدبر اور زود رائے تھے۔ گویا وہ پیدا ہی سلطنت کے لیے ہوئے تھے''۔ (الناہیہ مترجم ص ۲۹)

محدثین کرام، دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرح اُن کے نام پر بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے تھے۔ (الناہیہ ۲۹)

ایک شخص نے جناب معافی بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ جناب عمر بن عبدالعزیز اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کیا موازنہ ہے؟ یہ سن کر حضرت معافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غصے میں آگئے اور آپ نے فرمایا ''صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کا موازانہ بعد میں آنے والوں سے نہ کرو۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو خصوصیت حاصل ہے وہ دوسروں کو نہیں ہے۔ جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور برادر نسبتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی اور وحی الٰہی کے امین ہیں''۔ (کتاب الشفاء قاضی عیاض مالکی مترجم جلد دوم ص ۱۰۸)

کتاب الشفا کا مقام

کتاب الشفاء لقاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جس سے مذکورہ بالا حوالہ نقل کیا گیا ہے) کی فضیلت علامہ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے

ہیں کہ:

''ایک دفعہ آپ (قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے بھتیجے نے خواب دیکھا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ منظر دیکھ کر اُن پر ہیبت طاری ہوگئی۔ حضرت قاضی عیاض قدس سرہ نے اُن کی حالت کو محسوس کیا اور فرمایا:

''بھتیجے میری کتاب ''شفاء'' کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور اُسے اپنے لیے دلیل راہ بنالو''۔ گویا یہ ارشارہ تھا کہ مجھے یہ منصب و کرامت اس کتاب کی بدولت ملی ہے''۔

(تذکرۃ الحفاظ للعلامہ الذہبی جلد ۴ ص ۹۸)

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''اہل سیر کہتے ہیں کہ ''ان (امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک، قمیص مبارک، چند موئے مبارک (بال مبارک) اور ناخن شریف تھے۔ انہوں نے وصیت کی کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک پہنا کر، چادر شریف میں لپیٹ کر اور آپ کی ازار مبارک دے کر کفنانا اور میری ناک، منہ اور مواضع سجود (سجدے کی جگہوں) میں موئے مبارک اور تراشہائے ناخن شریف رکھ کر ارحم الرحمین کے سپرد کر دینا''۔ (مدارج النبوت مترجم جلد نمبر ۲ ص ۹۲۱)

یہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہائی عقیدت و محبت کی دلیل ہے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ''امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت کو ناپسند و مکروہ نہ جانو۔ کیونکہ اگر وہ نہ ہوں تو بہت سے لوگوں کے سر ان کے جسموں سے اُتر جائیں''۔

اس سے اُن وقائع و شنائع کی طرف اشارہ کیا ہے جو اُن کے بیٹے یزید پلید کے زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ (مدارج النبوت مترجم جلد نمبر ۲، ص ۹۳۲)

حضرات علمائے بریلوی کے مایۂ ناز محدث و مفسر حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب مشکوٰۃ کے رسالہ ''الکمال فی اسماء الرجال'' کے ترجمہ کے حاشیہ میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات کے آخر پر لکھتے ہیں:

''مترجم کہتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ۷۸ سال ہوئی ہے۔ حق یہ ہے کہ آپ کاتب وحی رہے اور آپ نے اپنا اسلام فتح مکہ کے دن ظاہر فرمایا ایمان پہلے ہی لا چکے تھے۔ عمرہ قضا میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حجامت آپ نے ہی کی تھی، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے''۔ (ترجمہ اکمال ص ۸۳)

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آج میں آپ کو وہ نذرانہ دیتا ہوں جو کبھی کسی نے کسی کو نہ دیا ہو۔ چنانچہ آپ نے چالیس کروڑ درہم آپ کی خدمت میں پیش کیے''۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف)

جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے اور خود سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے کسی نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم شکل مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میں اس مشابہت کا احترام کرتا ہوں''۔

(مرأت شرح مشکوٰۃ شریف جلد نمبر ۸ ص ۴۶۱)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیت المال سے ۵۰ لاکھ اور بعض کہتے ہیں کہ ۷۰ لاکھ درہم (روپے) دیئے تھے''۔

(البدایہ والنہاریہ جلد نمبر ۸ ص ۱۴۱ طبع بیروت)

حافظ ابن حجر عسقلانی محدث لکھتے ہیں کہ:

''امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

آئے تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کو ۴ لاکھ درہم عطا کیے''۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد اوّل ص ۳۳۰ طبع بیروت)

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے سالانہ دس لاکھ درہم مقرر کیے اور اس کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس سال زندہ رہے''۔ (ایضاً)

حافظ بدرالدین عینی محدث حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تین لاکھ درہم، ایک ہزار کپڑے، تیس غلام اور ایک سو اونٹ عطا کیئے''۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد نمبر ۱۳ ص ۲۸۳ مطبوعہ بیروت)

نتیجہ:

اب میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گستاخوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے یہ جائز تھا کہ وہ ایک کافر مرتد (معاذ اللہ) سے وظیفہ قبول کریں۔ اور صحیح یہی ہے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مومن مخلص اور خلافت سے اپنی دستبرداری کے بعد خلیفۃ المسلمین سمجھتے تھے۔ اور پھر ان روایات مذکورہ بالا سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داد و دہش اور سخاوت و فیاضانہ طبیعت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر کے اُن کی بیعت کر لی تھی۔ شیعہ روایات بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ ملاحظہ ہو جلاء العیون جلد اوّل مولفہ علامہ باقر مجلسی اور رجال کشی مطبوعہ کربلا ص ۱۰۲

اور شیعہ بھی وظائف معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اقرار کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو'' جلاء العیون جلد اوّل ص ۲۵۸۔۲۵۹ مطبوعہ لکھنؤ۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۷۴۸ھ اپنی فن اسماء الرجال کی مشہور کتاب

''میزان الاعتدال'' میں لکھتے ہیں کہ:

''غالی شیعہ زمانہ سلف میں وہ سمجھا جاتا تھا جو حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر نکتہ چینی کرتا ہو''۔

(المیزان الاعتدال جلد اول ص ۶)

واضح رہے کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت ایسی مسلمہ ہے کہ ان کے بارے میں جلال ملت و دین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ ''محدثین فن حدیث میں ان چار شخصیتوں کے عیال ہیں۔ جو یہ ہیں، علامہ المزی، علامہ ذہبی، علامہ عراقی اور علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین''۔

(تذکرۃ الحفاظ العلامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

شیعہ حضرات کی مشہور کتاب ''رجال الکشی'' میں ہے کہ:

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مجھ سے بیعت کیجئے۔ چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔ پھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ بھی بیعت کریں۔ چنانچہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی۔ پھر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیس بن سعد سے فرمایا کہ تم بھی بیعت کرو۔ کیونکہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے امام ہیں اور انہوں نے تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی ہے''۔

(رجال الکشی ص ۱۰۲ مطبوعہ کربلا)

جنگ صفین کے بعد سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان

جنگ صفین کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان لکھوا کر ہر مرکزی شہر میں بھیجا۔

''جب ہمارا (یعنی حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) مقابلہ

ہوا اور مقابلے میں شامی لوگ امیر معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھی تھے، ظاہر ہے کہ ہمارا رب ایک ہے اور نبی ایک ہے اور دین اسلام میں ہماری دعوت ایک ہے ہم ایمان باللہ اور تصدیق بالرسول میں اُن سے زیادہ نہیں ہو سکتے اور وہ ہم سے زیادہ نہیں۔ صرف اختلاف ہمارا سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص میں تھا اور ہم اُس سے بری ہیں''۔

(نہج البلاغہ جلد نمبر ۳ ص ۱۲۶)

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

''متعدد مورخین نے نقل کیا ہے کہ جنگ صفین کے موقع پر دن کے وقت فریقین میں جنگ ہوتی اور رات کے وقت ایک لشکر کے لوگ دوسرے لشکر میں جا کر ان کے مقتولین کی تجہیز و تکفین میں حصہ لیا کرتے تھے''۔ (تاریخ الخلفاء الامام السیوطی)

اب اس سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ ایک دوسرے کو کافر نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ کافر کی نماز جنازہ تو نہیں پڑھی جا سکتی۔ اب جو لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر کہنے لگے ہیں وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے قول و فعل کے مخالف ہیں۔

مخالفین کے مزید اعتراضات کے جوابات

اعتراض نمبر ۳:

بعض محدثین جن میں مجد الدین شیرازی صاحب ''سفر السعادت'' بھی شامل ہیں کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی۔

جواب:

اس سے پہلے دو حدیثیں گزر چکی ہے ایک مسند امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اور

دوسری ترمذی شریف کی پس اگر عدم صحت سے مراد عدم ثبوت ہے تو یہ قول مردود ہے اور اگر صحت سے صحت مصطلحہ عندالمحدثین مراد ہے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اس کا دائرہ تنگ ہے اور احادیث صحیحہ کی قلت کی وجہ سے بیشتر احکام وفضائل احادیث حسان ہی سے ثابت ہوتے ہیں جبکہ مسند امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ترمذی شریف کی احادیث مبارکہ درجۂ حسن سے کم تر نہیں۔ اور فن حدیث میں طے ہو چکا ہے کہ فضائل کے باب میں حدیث ضعیف پر بھی عمل جائز ہے۔ حدیث حسن کی تو بات ہی کیا ہے۔

اعتراض نمبر۴:

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دلایا تھا۔

جواب:

اس کا جواب علامہ عبدالعزیز پرہاروی صاحب ''نبراس'' نے الناہیہ میں یہ دیا ہے کہ یہ بہتان عظیم ہے اور مورخین کی وہ خرافات ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا''۔

اعتراض نمبر۵:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا اور انہیں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گروہ نے قتل کیا تھا۔

جواب:

اس باغی گروہ سے خارجیوں کا گروہ مراد ہے اور اس قسم کے لوگ دونوں طرف تھے۔ پھر حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھے۔ وہ تو قطعاً جنتی تھے کیونکہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے تو جنتی دوزخ کی دعوت کیسے دے سکتے ہے؟ دوزخی ہی دوزخ کی دعوت دے سکتا ہے تو معلوم ہوا کہ اس گروہ میں سے جو دوزخی لوگ تھے وہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قاتل تھے جو صحیح معنوں میں باغی تھے اور وہ خارجی تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو

مجتہد اور معذور ہونے کی وجہ سے ثواب کے مستحق تھے اور وہ لوگ بھی جو اُن کے ہمراہ اشتباہ کی بنا پر لڑ رہے تھے۔ جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دینے والوں میں بعض لوگ دوزخی تھے اور وہ خارجی یا سبائی تھے۔ چنانچہ حاکم محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مستدرک شریف میں لکھتے ہیں کہ:

''ابن جرموز جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گروہ میں تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر کاٹ کر لایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشنودی کے لیے آپ کو خدمت میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر پیش کیا مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رضا اور خوشنودی کا اظہار کرنے کی بجائے اس سے فرمایا کہ دوزخی ہے کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر قلم کیا ہے''۔ (مستدرک للحاکم جلد نمبر۳ ص ۳۶۷)

یہاں پر بہت مختصر کلام کیا گیا ہے تفصیل دیکھنی ہو تو ناچیز کی کتاب ''اتحاد کی صحیح صورت'' مطبوعہ حیدر آباد سندھ کو دیکھیں۔

اعتراض نمبر۶:

امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنایا تھا جو کہ شرابی اور فاسق وفاجر تھا۔

جواب:

کسی شخص کے حالات مختلف اوقات میں مختلف ہو سکتے ہیں۔ نیز ان کا ظاہر اور باطن مختلف ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو نامزد کیا تھا اس وقت اس کا ظاہر بلا شبہ اچھا تھا اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ اس (یزید) کے بارے میں اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے کہ:

"میں نے اُسے نماز کا پابند اور اچھائی کا تلاش کرنے والا ورسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنے والا پایا" وہ بھی اپنی جگہ درست ہے اور دوسرے حضرات نے دوسرے اوقات میں یزید کا جو فسق وفجور ملاحظہ فرمایا وہ بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ بہرحال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی اس وقت کی نیک چلنی کی وجہ سے اس کو ولی عہد نامزد کیا تھا' مگر یزید بعد میں اپنی پہلی حالت پر قائم نہ رہ سکا۔ اور اس سے علانیہ فسق وفجور کا ظہور ہوا۔ جو یقیناً قابل ملامت ہے"۔

اعتراض نمبر ۷:

امیر معاویہ اعلانیہ شراب پیتا اور لوگوں کو پلاتا تھا۔

از شاہ صاحب حویلیاں جیسا کہ ان کی ریکارڈ شدہ کیسٹ میں موجود ہے۔

جواب: معاذ اللہ یہ انتہائی سخت بہتان ہے اس شخصیت پر جن کی صحابیت اور پھر اس پر (صحابیت پر) آخر دم تک قائم رہنا مسلم ہے۔ یقیناً یہ الزام دشمنی کی انتہا ہے اور یہ کیسے ممکن ہے جبکہ محدث ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ:

"جب لوگ شراب پئیں تو اُن کو کوڑے لگاؤ پھر پئیں تو پھر لگاؤ، پھر پئیں تو پھر لگاؤ۔ پھر اگر (چوتھی مرتبہ) پئیں تو اُن کو موت کی سزا دو"۔

(ابوداؤد شریف)

واضح ہو کہ شاہ صاحب حویلیاں والے جن بعض غیر مشہور کتب کا حوالہ دیتے ہیں وہ کسی طرح قابل اعتبار نہیں کیونکہ اہلسنّت کا مسلمہ اصول ہے کہ روافض کی روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ہرگز معتبر نہیں ہیں۔

امام ابوداؤد سجستانی (ابوداؤد والے) محدث مشہور یحییٰ بن معین کے ذریعہ سے نقل

کرتے ہیں کہ معلیٰ بن عبدالرحمٰن نامی شخص نے بوقت وفات یہ اعتراف کیا تھا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں نوے حدیثیں از خود بنائی ہیں حوالہ ملاحظہ ہو۔

"وقد وضعت فی فضل علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لتسعین حدیثا"

ناظرین کرام سے گزارش ہے کہ اس موضوع پر ابھی بہت کچھ لکھنا باقی ہے مگر تحریر بہت طویل ہو جائے گی اس کے پیش نظر اس وقت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین!

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رُتبه، وَكَتَبه، الْعَبْدُ الضَّعِيْف .

۲۷ رشعبان ۱۴۰۶ھ مطابق ۷ رمئی ۱۹۸۶ء (قاضی) غلام محمود ہزاروی کان اللہ لہ۔

اب آخر میں اہلسنّت کے بعض جلیل القدر علماء کرام کے اس مسئلہ پر فتاویٰ ملاحظہ فرمایئے یہ فتوے مطبوعہ صورت میں موجود ہیں

(۱) غزالی زماں حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان کا فتویٰ (از بہاولپور)

سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل جمیع صحابہ کرام (بشمول حضرت علی مرتضیٰ) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اہلسنّت کا اجماعی (متفق علیہ) عقیدہ ہے اس عقیدہ کا مخالف سنی نہیں ہے۔ اس کی اقتداء (اُسے امام بنانا) جائز نہیں ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (معاذ اللہ) فاسق کہنے والا ہرگز سنی نہیں۔

تمام صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اہلسنّت کے نزدیک بالاتفاق واجب

الاحترام ہیں۔اس لیے ایسے شخص کی اقتداء بھی درست نہیں (جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاسق کہتا ہو)۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ ۱۹ اگست ۱۹۶۹ء

(۲) استاذ المحدثین مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ناظم حزب الاحناف لاہور کا فتویٰ (از لاہور)

جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دیتا ہے وہ گمراہ اور گمراہی پھیلانے والا ہے۔ وہ ہرگز اہلسنت سے نہیں۔ ایسے شخص کو امام بنانا ہرگز جائز نہیں۔ اور جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاسق کہتا ہے۔ اور مطعون کرتا ہے وہ خود فاسق ہے اس کو امام بنانا گناہ ہے۔

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد عفی عنہ

خادم الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۹ء

ضروری وضاحت

واضح رہے کہ علماء اہلسنّت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فاسق ہونے کی نفی کر رہے ہیں اور اُن کو کافر کہنا (جیسا کہ سوال میں مذکور ہے) تو بہت بڑی بات ہے۔ اس سے یقیناً کہنے والا خود کافر لعنتی ہو چکا ہے۔

(۳) حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ (گجرات پاکستان)

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتانے یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاسق کہنے والا شخص بالکل بے دین ہے''۔

فقیر احمد یار بدایونی نعیمی گجرات پاکستان ۲۳-۱۰-۶۹

(۴) علامہ غلام رسول صاحب موجودہ شیخ الحدیث جامعہ رضویہ لائل پور (فیصل آباد) کا فتویٰ

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اُمت مسلمہ کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اولیہ پر اتفاق ہے......اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عادل ثقہ اور صالح صحابی ہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آپ کی حقیقی ہمشیرہ اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ آپ بڑے عالم اور مجتہد صحابی ہیں۔ آپ کے لیے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ آپ کی شان میں گستاخی کرنا اور آپ کو برا کہنا رفض ہے۔ ایسا شخص ہرگز ہرگز سنی نہیں ہے۔ اس کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہ پڑھی جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

غلام رسول غفرلہ، قادری رضوی،

مفتی جامعہ رضویہ لائل پور ۱۹۶۹-۸-۳۱

(۵) فقیہہ اعظم مولانا مفتی نور اللہ صاحب نعیمی محدث بصیر پور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ

اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ اظہر من الشمس ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بعد الانبیاء والرسل افضل البشر ہیں اور یوں ہی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما (باپ بیٹے دونوں سے اللہ راضی ہو) صحابی اور واجب الاحترام ہیں۔

حررہٗ ابوالمیز محمد نور اللہ نعیمی غفرلہٗ

خادم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور

ضلع ساہیوال ۶/۱۰/۶۹

(۶) شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سابق سجادہ نشین دربار سیال شریف کا فتویٰ (از سیال شریف سرگودھا)

اجماع صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضیلت علی جمیع الصحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) (تمام صحابہ سے افضل ہونے پر ہے۔ اس اجماع کا منکر شذ فی النار (جو جماعت سے الگ ہوا دوزخ میں گیا) کی وعید کے تحت ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب مسلم الثبوت ہیں اُن کی شان میں گستاخی کرنا اگر التزام کفر نہیں تو لزوم کفر میں ضرور داخل ہے۔ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دیگر اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے دشمنی کی۔ انہیں سب وشتم کراتے یا کرتے تھے۔ سراسر غلط، ضلالت اور جہالت پر مبنی ہے۔ جو نضر بن مزاحم، یونس بن خباب اور مرحوب وغیرہم جیسے رافضیوں کی روایات پر مبنی ہے۔ فرمان ذیشان آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم "اللہ اللہ فی اصحابی" (اللہ تعالیٰ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں۔ اُن کو برا نہ کہو) کوئی مسلمان نہیں بھول سکتا"۔ فقط واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

(جیسا کہ حویلیاں والے محمود شاہ صاحب کی حالیہ موجودہ تحریر جو موضع روبندی والے مسعود شاہ صاحب ابھی بھی لے کر آئے ہیں میں یہی بات مذکور ہے۔)

محمد قمر الدین السیالوی غفرلہ، ضلع سرگودھا پاکستان

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ۔

(۷) آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کا فتویٰ

تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمیع اہلسنّت و جماعت کا مسلک ہے۔ اس کے خلاف کرنے والا مبتدع (بدعتی) ہے۔ جس کی امامت مکروہ ہے اور کسی صحابی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی تفسیق (فاسق کہنا) توہین، مسلک اہلسنّت کے خلاف اور بدعت ہے۔ خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جن کے عادل وصالح ہونے کے لیے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلافت تفویض (سپرد) کرنا بین (روشن) ثبوت ہے۔ ورنہ فاسق کو تفویض خلافت کرنا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شایان شان نہیں ہے۔

کتبہ فیض احمد مقیم آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

الجواب صحیح محمد فاضل چشتی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

(۸) مناظر اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ (از لاہور)

سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت حقہ کا منکر اسلام سے خارج ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان سے افضل سمجھنے والا بے دین گمراہ۔ اور حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سب وشتم (گالی گلوچ و برا کہنے) اور بکواس کرنے والا بھی اسلام سے خارج ہے۔

فقط محمد عمر اچھروی لاہور یکم محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

(۹) حضرت علامہ مولانا محب النبی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع بھولی گاڑ والوں کا فتویٰ (راولپنڈی)

اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل سمجھنے والا گمراہ، فاسق و فاجر اور فاسق وفاجر شرعاً واجب الاہانت ہے (یعنی ایسے عقیدے والے شخص کی عزت وتعظیم نہ کی جائے) نیز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والا بھی اہلسنّت سے نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مذہب اہلسنّت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا

سراپا عدل وحق ہونا امر مسلم ہے۔

فقط، محب النبی جامعہ ضیاء العلوم سبزی منڈی راولپنڈی

(۱۰) حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ صاحب از ہری
شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی کا فتویٰ (از کراچی)

جو شخص سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بہتر کہے وہ سنی نہیں اور ایسا شخص محب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نہیں۔ چنانچہ صواعق شریف میں امام ابن حجر فرماتے ہیں (ترجمہ) جس بات پر ملت کے بزرگ اور امت کے عالم متفق ہیں وہ یہ ہے کہ اس امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں''۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صحابی اور نزدیکی رشتہ دار ہیں۔ صرف پانچ واسطوں سے اُن کا نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف سے جاملتا ہے۔ یہ کاتب وحی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے ہیں۔ اُن کے جنتی ہونے کی نوید قرآن مجید میں دی۔ وہ مجتہد صحابی ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت اُن کو دی اور آپ خلافت سے دستبردار ہوگئے۔ اب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو شخص برا کہتا ہے وہ درحقیقت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتا ہے۔ ایسا شخص رافضی یا خارجی ہے اور کبھی بھی ایسا شخص اہلسنت سے نہیں ہوسکتا ہے کہ صحابہ اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہی لوگ عداوت رکھتے ہیں۔ سنی تو ان دونوں (صحابہ اور اہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے محبت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

فقیر عبدالمصطفیٰ از ہری، شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی

(۱۱) حضرت صاحبزادہ پیر میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کا فتویٰ
(ضلع شیخوپورہ)

مجھے علماء اہلسنت کی مذکورہ بالا تحقیقات وتصدیقات سے پورا اتفاق ہے اور یہی حق وصواب ہے۔ یعنی تفضیل شیخین، احترام واکرام جمیع اہلسنت کا مسلک ہے بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واجب التعظیم صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور منکر اہلسنت سے خارج ہے اور لائق امامت نہیں۔

میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی ضلع شیخوپورہ

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و محبوبہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین ۔

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مخالفین کے بعض اعتراضات کے جوابات

اعتراضات:

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کرنا۔(۲) زیاد بن سمیہ کو اپنے باپ ابوسفیان سے لاحق کرنا، (۳) اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنانا، (۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُن کے بارے میں "لااشبع اللہ بطـنـه" کے الفاظ کے ساتھ بددعا کرنا، (۵) امیر معاویہ کا ممبروں پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گولیاں دلوانا، (٦) آیت استخلاف کے برخلاف (امیر) معاویہ نے خلافت کو ملوکیت میں تبدیل کردیا تھا۔ (محمود شاہ حولیاں) حدیث مرفوع ہے کہ خلافت تیس سال ہوگی پھر سلطنت ہوگی"۔ دوسری حدیث میں ہے کہ "خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں"۔

ان اعتراضات کا بالترتیب نمبروار جواب یہ ہے:

جواب اعتراض نمبر:۱

روایت ہے:

سُئل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن قتال یوم الصفین فقال قتلانا و قتلاهم فی الجنة (کنز العمال جلد ٦ واقعۃ الصفین)

اور صفین کی جنگ کی بابت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے مقتول اور اُن کے مقتول دونوں جنتی ہیں۔

جواب اعتراض نمبر:۲

مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ جوان ہو کر یہ شخص (زیادہ مذکور) اعلیٰ درجے کا مدبر، منتظم، فوجی لیڈر اور غیر معمولی قابلیتوں کا مالک ثابت ہوا۔ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے زمانہ خلافت میں وہ آپ کا زبردست حامی تھا اور اس نے بڑی اہم خدمات انجام دیں۔ (خلافت وملوکیت طبع اوّل ص ۱۷۵)

سوال یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرام زادہ جاننے کے باوجود زیاد کو اتنی قدر شناسی کی تھی کہ اس کو اپنا معاون وسپہ سالار بنایا تھا یا اس کو حلال زادہ قرار دیتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی محدث نے اس سلسلے میں گواہوں کے نام درج کیے ہیں اور منذر کی یہ شہادت نقل کی ہے۔

انه سمع عليًا اشهد ان ابا سفيان قال ذالك الخ

منذر نے یہ شہادت دی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سنا تھا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ابوسفیان نے یہ کہا تھا کہ (کہ زیاد میرا بیٹا ہے) (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۳ ص ۴۲-۴۳)

مؤرخ ابن خلدون کا بیان ہے کہ "**خاصا بها بنوع من النكحة الجاهلية**" وہ ایک قسم کا نکاح تھا جو دور جاہلیت میں رواج پذیر تھا اور دوسرے مؤرخین نکاح کا تذکرہ نہیں کرتے الخ۔

جواب اعتراض نمبر:۳

یزید کے حالات پہلے اچھے تھے جبکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے ولی عہد نامزد کیا تھا پھر ان کی نظروں سے اوجھل تھے اور محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو یزید کے نیک ہونے کی گواہی دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید پر نیکی کا

دور بھی گزرا ہے۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو وصیت فرمائی تھی کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، چنانچہ شیعہ کی کتاب ''مقتل ابی مخنف'' میں لکھا ہے کہ:

فان ظفرت به فاحفظ قرابته من رسول الله صلى الله عليه و اله وسلم واعلم يابنى ان اباه خير من ابيك وجدنا خير من جدك وامه ' خير من امك (مقتل ابی مخنف ص ۸ مطبوعہ نجف اشرف (مقدمہ))

''یزید! اگر تجھے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کامیابی حاصل ہو جائے تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت داری کا ضرور لحاظ رکھنا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان کا باپ تمہارے باپ سے، اور ان کا نانا تمہارے نانا سے، اور ان کی ماں تمہاری ماں سے کہیں بہتر ہے''۔

جواب اعتراض نمبر: ۴

اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے یہ فرمایا ہے کہ ''لااشبع اللہ بطنہ'' تو یہ بد دعا نہیں بلکہ درحقیقت دعائے رحمت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خطب فقال ايما رجل من أُمتى سببته سبة اولعنته' لعنة فى غضبى فانما انا بن ولد آدم اغضب كما تغضبون وانما بعثنى رحمة للعٰلمين فاجعلها عليهم صلوة يوم القيمة الخ (ابوداؤد جلد دوم کتاب السنہ ص ۲۸۵)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیان میں یہ فرمایا تھا کہ میری اُمت میں سے جس شخص کو میں سب کروں یا اس پر لعنت کروں غصہ کی حالت میں تو بلاشبہ میں اولاد آدم (علیہ السلام) میں سے ہوں جس طرح تمہیں غصہ آتا ہے اسی طرح مجھے بھی غصہ آتا

ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اے اللہ تو اس کو اُن کے لیے قیامت کے دن رحمت بنا دے الخ۔

لیجئے معاملہ برعکس ہو گیا کہ جو حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملعون کرنے کے لیے پیش کی گئی تھی وہ ان کے لیے رحمت ثابت ہو گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ مبارک صرف آخرت میں ہی رحمت نہیں بنیں گے بلکہ دنیا میں بھی ان کی تعبیر یہ نکلی ہے کہ حق تعالیٰ شانہ، نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک وسیع و عریض مملکت اسلامیہ کا متفق علیہ خلیفہ بنایا۔ جن کے ذریعے اسلامی فتوحات کا سلسلہ پھیلتا گیا اور آپ کے بیت المال سے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی جنتی شخصیتیں مالا مال ہوتی رہیں۔ یہ ہے **لااشبع اللہ بطنہ**' کا مبارک انجام کہ آپ جود و سخا کا منبع بن گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ واضح رہے کہ یہ جواب اس صورت میں ہے جبکہ اس جملہ کے حقیقی معنےٰ مراد لے لیے جائیں اور پہلا جواب یہ ہے کہ یہ کلمہ عادت عرب کے طور پر ہے مثلاً کہا جاتا ہے'' **قاتله الله ماكرمهٗ وامه وابيه مااجوره** '' تو اس کے حقیقی معنےٰ مراد نہیں ہوتے۔ (الناہیہ ص ۳۵)

جواب اعتراض نمبر: ۵

یہ بات غلط ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبروں پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دلواتے رہے ہیں۔ اس الزام کے ثبوت میں کوئی صحیح اور مسند روایت نہیں پیش کی جاسکتی۔ بلکہ اس کے خلاف روائتیں ملتی ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر نقل فرماتے ہیں۔

نمبر ۱ لماجاء خبر قتل على الىٰ معاوية جعل هيكى .فقاله' امرتـه' أتبكهه وقد قاتلته' فقال ويحك انك لاتدرين ما فقد الناس من الفضل والفقة و العلم (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۰)

ترجمہ: ''جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے قتل کی خبر ملی تو وہ رونے لگے۔ ان کی اہلیہ نے ان سے کہا کہ آپ اب ان کو روتے ہیں حالانکہ زندگی میں آپ ان سے لڑ چکے ہیں"۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تمہیں پتہ نہیں کہ آج لوگ کتنے علم وفضل اور فقہ سے محروم ہوگئے ہیں۔

(تبصرہ) اور اس میں ریاکاری بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ گھر کی بات تھی۔ دیکھئے یہاں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ محترمہ نے یہ اعتراض تو کیا کہ اب آپ انہیں کیوں روتے ہیں جبکہ زندگی میں ان سے لڑتے رہے لیکن یہ نہیں کہا کہ زندگی میں تو آپ ان پر سب وشتم کی بوچھاڑ کیا کرتے تھے۔

نمبر۲: اور علامہ ابن اثیر جزری علیہ الرحمتہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو آخری خطبہ نقل کیا ہے۔ اس میں ان کے یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ لن یاتیکم من بعدی الآمن انا خیر منہ کما ان من قبل کان خیرًا منی ۔ میرے بعد تمہارے پاس (جو خلیفہ) بھی آئے گا میں اس سے بہتر ہوں گا جس طرح مجھ سے پہلے جتنے (خلفاء) تھے مجھ سے بہتر تھے۔ (کامل ابن اثیر جلد نمبر ۴ ص ۲)

نمبر۳: اور علامہ ابن عبدالبر علیہ الرحمتہ نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے اصرار کے ساتھ ضرار صدائی (ایک شخص) سے کہا۔ میرے سامنے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف بیان کرو۔ ضرار صدائی نے بڑے بلیغ الفاظ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیر معمولی تعریفیں کیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنتے رہے اور آخر میں رو پڑے پھر فرمایا

"رحم اللہ ابا الحسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کان و اللہ کذلک"

(الاستیعاب تحت الاصابہ ج ۳ ص ۴۳-۴۴)

اللہ ابوالحسن (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر رحم کرے خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔

نمبر۴: نیز حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مختلف فقہی

مسائل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خط وکتابت کے ذریعہ معلومات حاصل کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب ان کی وفات کی خبر پہنچی تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ذہب الفقہ و العلم بموت ابن ابی طالب ۔

(الاستیعاب تحت الاصابہ ج ۳ ص ۴۵)

ابن ابی طالب (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی موت سے فقہ اور علم رخصت ہوگئے۔

ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخصوص فضائل کو تسلیم کرتے تھے تو اس کے بعد کیا کوئی صاحب عقل وانصاف آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب وشتم کرتے تھے یا اس کا دوسروں کا حکم دیتے تھے۔

جواب اعتراض نمبر:۶

آیت استخلاف میں ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ الایہ (پارہ نمبر ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر ۵۵)

ترجمہ: وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کیے کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں جس طرح اس نے خلیفہ بنایا اُن کو جو اُن سے پہلے تھے اور مستحکم کردے گا۔ ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے پسند فرمایا ہے ان کے لیے اور وہ ضرور بدل دے گا انہیں ان کی حالت خوف کو امن سے وہ میری عبادت کرتے ہیں، کسی کو میرا شریک نہیں بناتے اور جس نے وہ ناشکری کی اس کے بعد تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

اور حدیث میں تیس (۳۰) سال بعد مطلق خلافت کی نفی مراد نہیں ہے کیونکہ بارہ

خلفاء والی حدیث صحیح ہے۔ جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

لایزال الاسلام عزیزًا الی اثنی عشر خلیفۃ ِکلھم من قریش ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام بارہ خلفاء تک غالب رہے گا" بلکہ اس میں وہ خلافت کاملہ مراد ہے۔ جس میں مخالف سنت کا شائبہ تک نہ ہو اور وہ بلا تخلل انقطاع جاری رہے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "الناھیہ" میں لکھتے ہیں کہ ہمیں اعتراف ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر چند عالم، پرہیزگار اور عادل تھے مگر وہ علم وورع اور عدل میں خلفاء اربعہ سے فروتر ہے۔ جیسا کہ اولیاء اللہ کے درمیان تفاوت نظر آتا ہے بلکہ ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان بھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت اگرچہ باجماع صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت ان کے سپرد کر دینے کی بناء پر صحیح ہے۔ مگر وہ ان کے پیشرو حضراتِ کی خلافت کے منہاج پر نہیں تھی کیونکہ انہوں نے مباحات میں توسع کیا جس سے خلفاء اربعہ محترز رہتے تھے۔ نیک لوگوں کی حسنات بھی مقربین کی سیئات شمار ہوتی ہیں۔ اور شاید ان کا مباحات میں توسع اختیار کرنا ابنائے زمانہ کے قصور ہمت کی بنا پر تھا۔ اگرچہ خود ان کی ذات میں یہ چیز نہیں تھی۔ بلکہ وہ اتباع سنت کے حریص تھے۔ امام بغوی "شرح السنہ" میں ابومجلز سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے۔ تو عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن زبیر بیٹھے تھے۔ ابن عامر ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے مگر ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"جس شخص کو یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہو جایا کریں اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ بنائے"۔

یہ حدیث ترمذی، ابوداؤد اور امام احمد نے بھی روایت کی ہے۔

اور شیخ اکبر علیہ الرحمۃ "فتوحات مکیہ" میں فرماتے ہیں کہ "ہم نے بطریق ابوداؤد عبداللہ بن علا سے اور انہوں نے مغیرہ بن قرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن مسجد میں حوض کے دروازے پر لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ لوگو! ہم نے فلاں دن چاند دیکھا ہے (ماہ رمضان نہیں کوئی اور چاند مراد ہے) اور میں تو (نفلی) روزہ رکھنے میں سبقت (پہل) کرنے والا ہوں۔ پس جو شخص ایسا کرنا چاہتا ہے وہ کرے۔ اس پر مالک بن ہبیرہ ان کی طرف لپکے اور کہا۔ معاویہ! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی بات ہے یا آپ کی اجتہادی رائے ہے۔ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ "ہر مہینے میں روزے رکھا کر (خصوصاً) اس کے ابتدائی حصے میں"۔

نتیجہ:

معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نفلی روزے رکھنے والے اور سنت نبوی کی اتباع کرنے والے تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ماخوذ الناہیہ ص ۲۱)

اب معترض کا یہ کہنا کہ "معاویہ نے آیت استخلاف کی مخالفت کی ہے"۔ بالکل غلط، مبنی بر جہالت ہے کیونکہ اس آیت میں یہ حکم تو نہیں دیا گیا ہر مسلمان سربراہ مملکت کا ایسا خلیفہ ہونا جس کی خلافت علی منہاج النبوت ہو، ضروری ہے۔

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حصول حکومت کی دعا فرمائی تھی چنانچہ امام بزار، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ، امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: **اللھم علمہ الکتاب و الحساب ومکن لہ فی البلاد وقہ سوء العذاب** "یعنی" اے اللہ! امیر معاویہ کو قرآن اور حساب کی تعلیم دے اور اسے زمین کی بادشاہی عطا فرما اور اسے سوء عذاب سے بچا"۔

(تطہیر الجنان لعلامہ ابن حجر ہیتمی مکی ص ۶ اور شرح شفاء لعلامہ علی قاری مکی ج ا ص ۲۶۰ کنز العمال جلد نمبر ۷ ص ۸۸)

اور شفا شریف میں ہے کہ ''ودعا لمعاویة بالتمکین فنال الخلافة'' کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے سلطنت کی دعا فرمائی تو وہ خلیفہ ہو گئے۔

اور امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

صار خلیفةً وسلطاناً مالکا للبلا د بدعائه صلی الله علیه وسلم

(نسیم الریاض شرح شفاء جلد ۳ ص ۱۲۶)

یعنی امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے، ہی خلیفہ و بادشاہ اور مالک بلاد ہوئے ہیں اور فقیہہ و محدث ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی بحث میں حسب ذیل حدیث پیش فرمائی جو کہ بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ منقول ہے۔ **اوّل ھذا الامر نبوة و رحمة ثم یکون خلافة ورحمة ثم یکون ملکا ورحمة ثم یکون امارة ورحمة ثم یتکادلون علیها تکادم الحمیر"** ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اس دین میں نبوت و رحمت ہوگی اور پھر خلافت و رحمت ہوگی اور پھر بادشاہت و رحمت ہوگی (یہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سلطنت و بادشاہت کی طرف اشارہ ہے) پھر امارت و رحمت ہوگی، پھر لوگ حکومت اس طرح کریں گے کہ جس طرح گدھے کی چیز پر گرتے ہیں''۔

(تنویر الایمان ترجمہ تفسیر لبنان ص ۲۳)

فاضل عراقی نے خوب فرمایا ہے:

ہست دنیا مثالِ مُردار — گر گرگستا اندر و ہزار ہزار
ایں مرآں رازند ہمے مخلاب — واں مرا دیں راز ند ہمے منقار

یعنی دنیا کی مثال ایک مردار کی سی ہے کہ جس پر بے شمار گدھ گرتے ہیں اور ایک دوسرے کو پنجے مارتے اور چونچوں سے کاٹتے ہیں۔

سبحان اللہ! کیا خوب تصویر کھینچی ہے۔ حدیث مذکورہ کی تشریح میں۔ سو آج ہمارے ہاں اس دور پر بعینہٖ یہ تصویر صادق آتی ہے، خدا ہدایت کرے (آمین)

غرضیکہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی خلافت حاصل تھی مگر وہ خلافت علی منہاج النبوت اور بعینہ خلفاء اربعہ کے دور خلافت جیسی نہ تھی۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوضات حصہ سوم کے ص ۹ پر لکھا ہے کہ

سوال: خلافت راشدہ کس کس کی خلافت تھی؟

ارشاد: ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اب سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت راشدہ (ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ) اس موضوع پر محمود شاہ ساکن حویلیاں کے ساتھ مناظرانہ گفتگو کی روائیداد

راقم الحروف کی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مولوی محمود شاہ صاحب حویلیاں والوں کے ساتھ جہلم شہر میں ۱۹۵۸ء میں مناظرانہ گفتگو ہوئی تھی۔ جس کی روائیداد یہ ہے کہ غلام محمود راقم الحروف نے محمود شاہ صاحب سے پوچھا سنا ہے کہ آپ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

محمود شاہ صاحب نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہاں صحیح ہے اور وہ ہے جو برا تو اس کو اچھا کس طرح کہا جا سکتا ہے۔

غلام محمود: اُن کے تو بہت سے فضائل ومناقب ہیں اور ایک شرف صحابیت ہی ان کی بزرگی کے لیے کیا کم ہے۔

محمود شاہ: اُس کے فضائل کہاں ہیں کیا آپ اس کے لیے کوئی حدیث پیش کر سکتے ہیں۔

غلام محمود: ہاں کیوں نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللھم

اجعله هادیاً مهدیًا و اهدبه الناس ''یعنی اے اللہ اس کو ہدایت یافتہ رہنما بنا اور اس کے ذریعہ لوگوں کی رہنمائی فرما''۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کے حق میں یہ دعائے مبارکہ کیا کچھ کم فضیلت کی حامل ہے۔

محمود شاہ: یہ حدیث کہاں ہے اور کس نے روایت کی ہے۔

غلام محمود: اس کو امام ابوعیسیٰ ترمذی نے ''جامع ترمذی'' میں روایت کیا ہے۔

محمود شاہ: معاویہ کو صحابیت کام نہیں آئے گی کیونکہ وہ تو مرتد ہو گیا تھا۔

غلام محمود: العیاذ باللہ، گستاخی کی انتہا ہو گئی، محدثین تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ مشہور قول بھی پیش کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس گھوڑے پر سوار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں شریک جہاد ہوئے اُس گھوڑے کی ٹاپ سے اڑ کر جو غبار گھوڑے کی نتھنوں میں داخل ہوا ہے وہ بدرجہا حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بہتر ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ للشیخ علی قاری، تطہیر الجنان ص ۱۰، ناہیہ عن دم معاویہ ص ۱۱ البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۳۹ وغیر ہما۔)

اب اس منقبت پر غور کرو، اس جملہ کی اہمیت اس وقت معلوم ہو سکتی ہے جب حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقام و مرتبہ معلوم ہو۔ ان دونوں بزرگوں کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں جن کی تفصیل محدثین کی کتبِ تاریخ میں ملے گی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا نام ''امام''، ''امیر المؤمنین'' اور پانچواں ''خلیفہ راشد'' رکھا جاتا ہے۔ محدثین و فقہا ان کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں اور ان کی بے حد تعظیم کرتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام ان کی زیارت کرتے تھے۔ آپ پہلے شخص ہیں جس نے جمع حدیث کا حکم فرمایا۔ تو جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے بھی افضل ہیں تو ان کے مقام و مرتبہ کا کیا پوچھنا اور پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کاتب وحی تھے۔

محمود شاہ: آپ کی تقریر سن لی مگر معاویہ کا کاتب وحی ہونا بالکل غلط ہے۔

غلام محمود: امام احمد بن محمد القسطلانی کی شرح صحیح بخاری میں اس کی تصریح موجود ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں ''معاذ بن ابوسفیان صخر بن حرب کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''۔ اور علامہ ابن کثیر نے ''البدایہ والنہایہ'' میں بھی یونہی لکھا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۷)

محمود شاہ: معاویہ کی فضیلت تو درکنار میں تو اس کا ایمان ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ کیونکہ اس نے خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بغاوت کی اور ان سے جنگ لڑی تھی اور باغی مرتد ہوتا ہے تو معاویہ اپنے اس فعل اور حرکت بد کی وجہ سے مرتد ہو گیا تھا۔ اب اس کا شرف صحابیت کہاں رہا۔ لہٰذا اب اس کو صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنا یا اُس کی کوئی فضیلت بیان کرنا یا اس کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا یا لکھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ مرتد تو مومن ہی نہیں پھر وہ صحابی اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کے قابل کہاں ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ آبوسفیانی لوگ پہلے بھی منافقانہ طور پر مسلمانوں میں جا گھسے تھے۔ یہ کوئی دل سے مسلمان نہ تھے۔ اور امام مرغنیانی صاحب ہدایہ نے اس کو سلطان جائز لکھا ہے اور امام ابی بکر جصاص رازی نے تفسیر احکام القرآن میں اس کو باغی لکھا ہے اور پھر باغیوں کا حکم بھی بیان کیا ہے۔

غلام محمود: آپ کے کلام میں تضاد ہے کہ ایک طرف تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرتد کہتے ہو اور دوسری طرف ان کے متعلق یہ بھی کہتے ہو کہ وہ شروع میں بھی منافقانہ طور پر مسلمانوں میں جا گھسے تھے تو جب بقول آپ کے وہ شروع سے ہی ایمان نہیں لائے تھے تو پھر ان کے مرتد ہونے کے کیا معنی ہیں کیونکہ مرتد تو اس کو کہتے ہیں جو پہلے مومن ہو پھر دین اسلام سے انحراف کرے اور جو پہلے ہی کافر ہو اس کے دین اسلام سے پھرنے یا کافر ہو جانے کے کیا معنیٰ ہیں۔

رہا صاحب ہدایہ امام مرغنیانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ان کو جائز کہنا تو امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ فقہاء کے کلام میں جور سے مراد یہ ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں حق پر نہ تھے نہ کہ وہ جور جس کا نتیجہ فسق وضلالت ہے۔ (مکتوبات شریف جلد اول مکتوب نمبر ۲۵۱)

اور امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۂ حجرات کی تفسیر میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لفظ ''باغی'' کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور یہی بات حدیث نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ السلام) ''تقتلك الفئة الباغية'' یعنی باغی گروہ قتل کرے گا، سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ لیکن علماء اہل سنت فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقتاً باغی نہ تھے بلکہ صورتاً تھے۔

چنانچہ علامہ ابن حجر مکی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حدیث ''تقتلك الفئة الباغية'' پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ انتہائی نتیجہ جو اس حدیث سے نکل سکتا ہے یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی باغی ہوئے اور یہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ باغی ہونا ان کے لیے کچھ نقص نہیں اور باوجود اس کے بھی وہ لوگ ثواب کے مستحق ہیں گناہ گار نہیں ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ'' مجتہد جب اجتہاد کرے اور اس سے خطا ہو جائے تو اس کو ایک ثواب ملتا ہے اور یہ بات خوب بسط سے بیان ہو چکی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے۔ انہوں نے اس حدیث کی تاویل بھی ایسی کی ہے جو قطعی البطلان نہیں ہے۔ یہی کیفیت اس باغی کی ہوتی ہے۔ جو فاسق اور گناہ گار رہتا۔ (تنویر الایمان ترجمہ تطہیر الجنان ص ۵۳)۔

اور امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

واما علی رضی الله تعالٰی عنه فكان هو الخليفة فی وقته لاخلافة لغيره واما معاوية رضی الله تعالیٰ عنه فهو من العدول الفضلاء والصحابة النجباء واما الحروب التی فكانت لكل طائفة شبهةً اعتقدات تصويب انفسها بسببها وكلهم عدول

ومتأولون فی حروبهم وغيرها ولم يخرج شیء من ذلك احداً منهم من العدالة لانهم مجتهدون الخ

(نووی شرح مسلم جلد ثانی ص ۲۷۲ کتاب فضائل الصحابہ)

اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عادل، فاضل اور شریف صحابہ میں سے ہیں مگر جو جنگیں آپس میں لڑی گئیں تو اُن میں ہر ایک گروہ کو ایک شبہ لاحق تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو صواب پر ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے اور سب صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) عادل ہیں اور ان جنگوں وغیرہ کے اختلاف میں تاویل کرنے والے ہیں اور ان میں سے کوئی چیز بھی ان میں سے کسی کو (وصف) عدالت سے خارج نہیں کرتی کیونکہ وہ مجتہد ہیں۔ الخ

اور یہی بات علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمتہ نے ''الاسالیب البدیعہ'' میں لکھی ہے کہ فرماتے ہیں والمجتهد مأجور لا مازور یعنی مجتہد تو ماجور ہوتا ہے نہ کہ گناہ گار۔

مزید فرماتے ہیں: **و معاوية مع فضل الصحبة له حسنات كثيرة لاتعده تحد من اجلها جهاده فی سبيل الله اما بنفسه واما بجيوشه الخ**

یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت نبوی کے ساتھ ساتھ بے شمار نیکیاں ہیں۔ جن میں سب سے بڑی نیکی ان کا خدا کے راستے میں جہاد کرنا ہے یا تو بنفس نفیس خود یا اپنے لشکروں کے ذریعے یہاں تک کہ انہوں نے بلادِ کثیرہ کو فتح کیا اور ان کی وجہ سے ہزار ہا لوگ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ (الاسالیب البدیعہ للعلامۃ النبہانی)

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''معاویہ مجتہد مخطی معذور بود''۔ یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد تھے اور اس خطا میں معذور تھے اور حضرت شاہ ولی اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی نقل فرمائی ہے اور

اس کا مصداق حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ خلافت امام وقت سے بغاوت کے بعد منعقد ہوگئی الخ۔ اور صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صاحب فضائل عدیدہ ہونے اور ان کی خطاء اجتہادی کا قول صحیح اور مؤید قرار دیا ہے اور ان کے علاوہ دوسرے بے شمار علماء اہلسنت نے یونہی لکھا ہے۔ (ازالۃ الخفاء فارسی جلد دوم ص ۲۸۰، ازالۃ الخفاء فارسی جلد دوم ص ۳۷۱۔ ص ۳۷۲)

محمود شاہ: چھوڑیئے جی جانے دیجئے احمد رضا خان اور ان کے متبعین کا ذکر نہ کیجئے۔ یہ لوگ حق کے راستے سے ہٹ کر غلط راستے پر چل نکلے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں بہت سی غلط باتیں لکھی ہیں۔ معاویہ نے خلیفہ راشد صاحب فضائل و کمالات عدیدہ کی مخالفت نفسیاتی اعتراض کی بنا پر کی تھی۔ ضلوا فاضلوا کا مصداق ہوگئے اور باغی راہ حق اور مرتد کہاں تعریف کے لائق ہوتا ہے۔ (۱)

غلام محمود: یہ آپ کی انتہائی دیدہ دلیری، ناجائز جسارت اور گستاخی ہے کہ آپ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں اس قسم کے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت تو بہت بڑے عالم، فقیہ ملت، زبردست عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ کی مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ ان کی حق گوئی سے آپ کو چڑ ہے سو ہوتی رہے ان کا کیا بگڑتا ہے اور واقعہ یہ ہے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شاہ ولایت باب العلم شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم پلہ تو

(۱) محمود شاہ صاحب حویلیاں والے ایک اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کو برا نہیں کہتے بلکہ مایہ ناز محدث حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کو سخت برا کہتے ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نام کو بگاڑ کر شاہ ولی اللہ کی جگہ "دشولیا" کہا کرتے ہیں اور یونہی بہت سے دوسرے حضرات علماء حق کو بھی برا کہتے ہیں اللہ ہدایت کرے۔ (آمین)

یقیناً نہیں ہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ فی الواقعہ صاحب فضائل کثیرہ ہیں اور آپ کے نہ ماننے کی حیثیت ہی کیا ہے۔ دیکھئے بغور سنئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے سے وہ مرتد نہیں ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا الآیہ"۔ یعنی اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو الخ اب اس سے مفہوم ہوا کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اس لڑائی کی وجہ سے کوئی بھی ان میں سے کافر مرتد نہیں ہوجاتا بلکہ رہتے وہ دونوں مومن ہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو باوجود جنگ وجدال کے مومن ہی قرار دیا ہے۔

اور اگر بفرض محال حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتد ہو گئے تھے جیسا کہ آپ کا خیال ہے تو پھر بتایئے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے ساتھ اپنے خیالات سے توبہ کیے بغیر صلح کیوں کی تھی جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "فقاتلوا التی تبغی حتی تفیئ الی امر اللہ"۔ یعنی باغی گروہ کے ساتھ اس وقت تک لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم یعنی حق کی طرف رجوع نہ کرے"۔ حالانکہ آخری وقت تک حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت قبول نہیں کی۔ اس کے باوجود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ثالثی کی تجویز قبول کر لی جس کی بناء پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثالث مقرر کیے گئے تھے۔ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس معنی میں باغی ہوتے جس معنی میں مخالف بتا رہا ہے یعنی بالکل باطل پر ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے حکمین کی تجویز قبول کرنا ناجائز تھا کیونکہ قرآن حکیم فرما رہا ہے: "فقاتلوا التی تبغی حتی تفیئ الی امر اللہ"۔ پس باغی گروہ سے اس وقت تک لڑو جب تک کہ وہ اللہ کے حکم یعنی حق کی طرف رجوع نہ کرے"۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مساوی درجہ دے کر اپنا معاملہ ثالثوں کے سپرد کر دیا

اور لطف یہ ہے کہ ہر دو ثالثوں نے اپنے فیصلہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کر دیا تھا۔ حالانکہ اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطعاً حق پر سمجھا جاتا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باطل پر تو پھر خلیفۂ حق کو باطل محض کے مقابلے میں معزول کرنا کیونکر جائز ہوتا۔

اور پھر یہ بھی دیکھئے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کر کے خلافت ان کے سپرد کر دی تھی تو اگر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاذ اللہ مرتد ہوتے یا ان کو معاذ اللہ منافق سمجھا جاتا جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں تو پھر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کارروائی کیسے جائز ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

عن ابی بکرة قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم علی المنبر والحسن بن علی الیٰ جنبه وهو یقبل علی الناس مرة وعلیه اخری ویقول ان ابنی هٰذا سید و لعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین (بخاری شریف)

حضرت ابو بکر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ حسن ابن علی آپ کی ایک کروٹ پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں پر توجہ فرماتے اور کبھی اُن پر، اور فرماتے تھے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے۔

اس حدیث کی شرح میں حضرت ملا علی قاری علیہ رحمتہ ربہ الباری مرقات شرح مشکوٰۃ میں ''شرح السنہ'' سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" وفی شرح السنة فی الحدیث دلیل علی ان واحدًا من الفریقین لم یخرج بما کان منه فی تلک الفتنة من قول اوفعل

عن ملة الاسلام لان النبی علیه السلام جعلهم کلهم مسلمین مع کون احدَی الطائفتین مصیبة والاخریٰ مخطئة......ومن هٰذا اتفقوا علی قبول شهادة أهل البغی ونفوذ قضاء قاضیهم" (مرقات جلد نمبر ۱۱ص ۳۷۹)

شرح السنہ میں ہے کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی فریق جماعت علی و گروہ معاویہ میں سے اپنے کسی قول یا فعل کی وجہ سے ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہو گیا تھا کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سب کو مسلمان قرار دیا ہے۔ باوجود یہ کہ ایک گروہ یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گروہ صواب پر (مصیب) اور دوسرا خطاء پر (مخطی) تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ باغی کی گواہی قبول ہے اور باغی کی طرف سے قضاء قبول کرنا بھی جائز ہے اور ان کے قاضی کے فیصلے نافذ ہیں۔

اور اسی مرقات میں اسی مقام پر اسی حدیث کے ایک لفظ لَعَلَّ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ'' **الی بصیغة الرجاء ایماءً الی عدم وجوب شیء علی المولیٰ فالمعنیٰ ارجو امنه سبحانهٗ** ''۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ لعل استعمال فرمانا جو کہ امید پر دلالت کرتا ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں تو مطلب یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے پر امید ہوں کہ وہ ایسا کرے گا۔

(مرقات ج ۱۱ص ۳۷۹)

اور حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ان دونوں جماعتوں کو مسلمان فرمانے میں یہ بتایا گیا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں اور ان دونوں کی جماعتیں مسلمان ہوں گی۔ بغاوت اسلام سے نہیں نکال دیتی، یہ بھی معلوم ہوا کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دست برداری صحیح ہے جب دست برداری ہے تو امیر معاویہ کی سلطنت بھی درست ہے۔ مذہب اہل سنت یہ ہے کہ اولاً امیر معاویہ باغی تھی۔ امام حسن کی اس

دست برداری کے بعد آپ پہلے سلطان المسلمین ہوئے۔ خلافت راشدہ امام حسن پر ختم ہوگئی''۔

اس پر محمود شاہ صاحب بالکل لاجواب ہوگئے تھے اور ابھی وہ زندہ ہیں اگر کوئی صاحب ان سے ان سطور بالا باتوں کا جواب دلوایں تو یہ ایک اچھا اقدام ہوگا کیونکہ یہ ناچیز تو ان شاء اللہ تعالیٰ لازماً جواب الجواب لکھے گا تو اس طرح ناظرین کو مسئلہ زیر بحث میں مزید مفید معلومات بہم پہنچائی جاسکیں گی۔

راقم الحروف: قاضی غلام محمود کان اللہ لہٗ از ہری پور ہزارہ